از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 3 فروری 1965

جوزف پوتھین

بنام

سٹیٹ آف کیرالہ

[کے سبار اؤ، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ، جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری، جسٹسز]

تروانکور قدیم یادگاروں کے تحفظ کے ضابطے (1 سال M.E.1936-1112 /37) - چاہے مرکزی ایکٹ VII، سال 1904 کو ریاست میں توسیع دے کر منسوخ کر دیا گیا ہو یا مرکزی ایکٹ LXXI، سال 1951 اور XXIV، سال 1958 - ریاست نے قلعے کی دیوار کو یادگار قرار دینے والے ضابطے کے تحت نوٹیفکیشن جاری کیا - کیا یہ درست ہے۔

آئین ہند - اندراج 67 (فہرست I) - اندراج 12 (فہرست II) اندراج 40 (فہرست III) - دائرہ کار

تروانکور قدیم یادگاروں کے تحفظ کے ضابطے (1 سال M.E.1936-1112 /37) کے تحت ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ، ریاستی حکومت نے ایک قلعے کی دیوار، جو درخواست گزار کے ذریعہ خریدی گئی مخصوص جائیداد کے اندر تھی، کو ضابطے کے مقاصد کے لئے محفوظ یادگار قرار دیا۔ درخواست گزار نے نوٹیفکیشن کو آرٹیکل 19 (1) (f) کے تحت ان کے بنیادی حق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے چیلنج کیا۔

درخواست گزار کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ مذکورہ نوٹیفکیشن کی کوئی قانونی طاقت نہیں ہے کیونکہ M.E-1936-37 کا ضابطہ 1، اگرچہ منظور ہونے کے وقت جائز طور پر بنایا گیا تھا، لیکن 1951 میں قدیم یادگاروں کے تحفظ کے قانون، 1904 (مرکزی ایکٹ VII، سال 1904) کے ذریعہ ریاست میں توسیع کے ذریعہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

واضح طور پر منسوخ کر دیا گیا تھا کیونکہ اس ایکٹ میں ریاستی حکومت کے زیر قبضہ اسی شعبے کا احاطہ کیا گیا تھا۔ اور کسی بھی صورت میں، مرکزی ایکٹ LXXI، سال 1951 اور XXIV، سال 1958 کے ذریعہ ریگولیشن کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ یہ بھی دلیل دی گئی تھی کہ متنازعہ دیوار کوئی قدیم 'یادگار' نہیں ہے بلکہ 'آثار قدیمہ کے مقامات یا باقیات' کی اصطلاح کے اندر آتی ہے اور چونکہ مؤخر الذکر موضوع کنکرنٹ لسٹ میں تھا، لہذا 1951 میں مرکزی ایکٹ 7، سال 1904 میں ریاست میں توسیع کے بعد، مرکزی ایکٹ نے عملی طور پر ریاستی ایکٹ کے تحت آنے والے پورے علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس طرح ریاستی ایکٹ کو منسوخ کر دیا۔

حکم ہوا کہ :- یونین فہرست کے اندراج نمبر 67 کی بنیاد پر پارلیمنٹ قومی اہمیت کے قانون کے تحت یا اس کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے تحت یا اس کے تحت اعلان کردہ قدیم اور تاریخی یادگاروں کے بارے میں قانون بنا سکتی ہے لیکن مرکزی ایکٹ، سال 1904 میں مطلوبہ اعلان شامل نہیں تھا۔ لہٰذا، ریاستی فہرست کے اندراج 12 کے تحت آنے والا ریگولیشن ریاست میں مرکزی ایکٹ کی توسیع کے باوجود اس میدان میں برقرار رہا۔ [873 F-G]

اسی طرح سینٹرل ایکٹ ایل ایکس ایکس آئی، سال 1951 اور ایکس ایکس آئی وی، سال 1958 کا اطلاق صرف 1951 کے ایکٹ کے شیڈول کے حصہ اول میں بیان کردہ قدیم یا تاریخی یادگاروں پر ہوتا ہے یا 1958 کے ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت مرکزی حکومت کے ذریعہ واضح طور پر نوٹیفائی کیا گیا ہے۔ چونکہ ان میں سے کسی بھی ایکٹ میں اس یادگار کا احاطہ نہیں کیا گیا تھا، لہذا اس کے سلسلے میں ریاستی ضابطہ لاگو ہوتا رہا۔ لہذا اس کے بعد ریاستی ایکٹ کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن درست تھا۔ [873 H; 874 A-E]

اس دلیل پر مبنی دلیل کہ متنازعہ دیوار کوئی یادگار نہیں بلکہ آثار قدیمہ کا مقام ہے یا باقی ہے، قبول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ عدالت کے سامنے موجود شواہد سے یہ واضح تھا کہ قلعہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کی دیوار تحقیق اور مطالعہ کے لئے آثار قدیمہ کا مقام نہیں تھا بلکہ یہ ایک موجودہ ڈھانچہ تھا جو ایک سابقہ دور سے موجود تھا۔ اس طرح، ایک یادگار۔

لہٰذا ریاستی حکومت کو 1112/M.E سال 1 کے ضابطے 1 کی دفعہ 3 کے تحت مذکورہ نوٹیفکیشن جاری کرنے کا اختیار حاصل تھا۔[875 H; 876 A-B]

اصل دائرہ اختیار: رٹ پٹیشن نمبر 95، سال 1964.

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت پٹیشن۔

درخواست گزار کی طرف سے ٹی این سبرامنیا ایر، ارون بی سہارا اور سردار بہار دور شامل ہیں۔

ریاست کیرالہ کے ایڈووکیٹ جنرل وی پی گوپالا نمبیار اور مدعاعلیہ کی طرف سے وی اے سید محمد۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس سبارا ؤ نے سنایا۔

سبارا ؤ، جسٹس۔ یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ایک پٹیشن ہے جس میں مدعاعلیہ کی طرف سے جاری کردہ 3 اکتوبر 1963 کے حکم اور نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دینے کے لئے مناسب رٹ جاری کرنے اور ٹریوینڈرم سٹی میں سروے نمبر 646 سے 650 میں شامل جائیداد میں درخواست گزار کے حق میں مداخلت کرنے سے روکنے کے لئے درخواست گزار کے حق میں مداخلت کرنے سے روکا جائے۔

کیزا کے کوٹارم (یعنی مشرقی محل)، 2 ایکڑ اور 57 سینٹ۔ سروے نمبر 646 سے 650 تک پر مشتمل اور زمین، درختوں، عمارتوں، آؤٹ ہاؤسز، چاروں اطراف کے کنویں، دروازوں اور تمام جگہوں پر مشتمل، ترویندرم شہر میں اصل میں تروانکور کے مہاراجہ کا تھا۔ 7 جنوری 1959 کو ایک سیل ڈیڈ کے تحت مہاراجہ نے اسے درخواست گزار کو فروخت کر دیا۔ درخواست گزار کا کیس یہ ہے کہ مشرقی دیوار جو اس وقت متنازعہ ہے وہ محل کی دیوار کا ایک حصہ ہے اور سروے نمبر 646 سے 650 میں موجود ہے اور خریداری کے بعد سے اس کے قبضے میں ہے۔ 3 اکتوبر 1963 کو حکومت کیرالہ نے جی او (ایم ایس) نمبر 661/63/ایڈیشن کے نام سے ایک حکم جاری کیا، جس کا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

مطلب یہ تھا کہ یہ تروانکور قدیم یادگاروں کے تحفظ ریگولیشن 1 کے تحت 1112/M.E سال(-37-1936 عیسوی) کی دفعات کے تحت ہے۔اس حکم کے تحت حکومت نے شری پدمنابھ سوامی مندر کے ارد گرد قلعے کی دیواروں کو آثار قدیمہ کی اہمیت کا حامل سمجھا اور انہیں ایک محفوظ یادگار کے طور پر محفوظ کیا جانا چاہئے۔اس حکم کے تحت مذکورہ بالا سروے نمبروں میں مذکورہ دیواروں کو دیگر کے علاوہ واقع قرار دیا گیا ہے۔اس حکم کے مطابق ریاستی حکومت نے 3 اکتوبر 1963 کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا، جس میں مذکورہ دیواروں کو مذکورہ ریگولیشن کے مقصد کے لئے ایک محفوظ یادگار قرار دیا گیا۔ درخواست گزار نے الزام عائد کیا کہ مذکورہ سروے نمبروں میں مذکورہ دیواروں کا حصہ ان کا ہے اور ان کے پاس اس کا قبضہ ہے اور مذکورہ نوٹیفکیشن آئین کے آرٹیکل 19(1)(f) کے تحت ان کے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہے۔

ریاست نے ایک جوابی حلف نامہ داخل کیا جس میں اس نے اعتراف کیا کہ درخواست گزار نے ٹراونکور کے مہاراجہ سے کیزا کے کوٹرام خریدا تھا، لیکن دلیل دی کہ مشرق میں کیزا کے کوٹرام کو گھیرنے والی دیوار قلعے کی دیوار کا حصہ تھی جو ہمیشہ سے تروانکور کو چین کی ملکیت رہی ہے اور اب بھی رہی ہے۔اور بعد میں کیرالہ کی حکومت۔ یہ بھی الزام لگایا گیا تھا کہ اگرچہ مذکورہ دیوار تاریخی قلعے کی دیوار کا حصہ تھی، لیکن درخواست گزار نے جان بوجھ کر اس کے ساتھ "مداخلت" کی۔ مختصر یہ کہ مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ مذکورہ دیوار تاریخی قلعے کی دیوار کا حصہ ہے اور اس لئے مذکورہ نوٹیفکیشن اس کو برقرار رکھنے کے لئے قانونی طور پر جاری کیا گیا تھا اور درخواست گزار نے اس پر غیر قانونی طور پر قبضہ کیا تھا۔

اس مرحلے پر فریقین کے مختلف اختلافات کو بیان کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ ہم ان سے الگ الگ نمٹیں گے۔

کیرالہ کے فاضل ایڈوکیٹ جنرل نے درخواست کے قابل سماعت ہونے پر اس بنیاد پر ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ درخواست کو دوبارہ عدالتی حکم کے اصول کے تحت روک دیا گیا ہے کیونکہ اسی راحت کے لئے کیرالہ ہائی کورٹ میں ایک عرضی دائر کی گئی تھی اور اسے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

خارج کر دیا گیا تھا۔ درخواست گزار نے کیرالہ ہائی کورٹ میں 1960 میں او پی نمبر 1502، سال 1960 میں اسی طرح کی راحت کے لئے درخواست دائر کی تھی جواب اس عرضی میں مانگی گئی ہے۔ مذکورہ عرضی جسٹس ویدیالنگم کے سامنے پیش کی گئی، جنہوں نے اس عرضی کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ اس میں زیر بحث جائیداد کے مالکانہ حق کو ظاہر کرنے کی مانگ کی گئی تھی، کہ مذکورہ راحت آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت کارروائی کے دائرہ کار سے باہر ہے اور یہ کہ مالکانہ حق یا قبضے پر مبنی دعووں کی سول مقدمہ میں زیادہ مناسب جانچ کی جاسکتی ہے۔ جب اس حکم کے خلاف اپیل دائر کی گئی تو رمن نائر اور راگھون پر مشتمل ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے جسٹس ویدیالنگم کے اس خیال کو قبول کرتے ہوئے اسے خارج کر دیا کہ مذکورہ راحت کے لئے مناسب فورم سول کورٹ ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ کیرالہ ہائی کورٹ نے درخواست گزار کے دلائل کے میرٹ پر غور نہیں کیا، بلکہ درخواست کو اس وجہ سے خارج کر دیا کہ درخواست گزار کے پاس مقدمہ کے ذریعے مؤثر علاج تھا۔ ہر شہری جس کے بنیادی حقوق کی ریاست کی طرف سے خلاف ورزی کی گئی ہے، اسے اپنے حق کو نافذ کرنے کے لئے اس عدالت سے رجوع کرنے کا بنیادی حق ہے۔ اگر کسی مجاز عدالت کے حتمی فیصلے سے جائیداد پر اس کا حق منفی ہو گیا ہے، تو وہ اس جائیداد کے بارے میں بنیادی حق سے محروم ہو جاتا ہے اور، لہذا، وہ اب اس پر عمل درآمد نہیں کر سکتا ہے. اس تناظر میں عدلیہ کے نظریے کو نافذ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں ایسا کوئی فیصلہ نہیں ہے، وہاں اس کی مدد طلب کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے. لہٰذا ہم اس دلیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اگلا سوال یہ ہے کہ کیا درخواست گزار کو آئین کے آرٹیکل 19 (1)(f) کے تحت متنازعہ دیوار کے حوالے سے کوئی بنیادی حق حاصل ہے۔ جس سیل ڈیڈ کے تحت درخواست گزار نے مہاراجہ سے مشرقی محل خریدا ہے وہ درخواست کے ساتھ ضمیمہ اے 2 کے طور پر دائر کیا گیا ہے۔ 7 جنوری 1959 کو لکھے گئے مذکورہ سیل ڈیڈ کے تحت مہاراجہ نے سروے نمبر 646 میں مشرقی محل کی جگہ 2.650 ایکڑ اور 57 سینٹ کو درخواست گزار کو فروخت کر دی۔ مذکورہ محل کی عمارت کے بیرونی احاطے کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دیواروں کو بھی سیل ڈیڈ کے تحت واضح طور پر آگاہ کیا گیا تھا۔ سیل ڈیڈ سے منسلک جائیدادوں کے شیڈول میں مشرقی سرحد کو سڑک کے طور پر دیا گیا ہے۔ لہٰذا بادی النظر میں سیل ڈیڈ سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاراجہ نے درخواست گزار کو سڑک سے متصل عمارت کی مشرقی دیوار فراہم کی تھی۔ جوابی حلف نامہ میں ریاست نے مہاراجہ کے مشرقی محل کا لقب تسلیم کرتے ہوئے اور درخواست گزار کو مذکورہ محل پہنچانے کے ذریعہ فروخت کے دستاویز پر عمل درآمد کرتے ہوئے زور دے کر کہا کہ متنازعہ دیوار تاریخی قلعہ کی دیوار کا حصہ ہے۔ ریاست کے مطابق شری پدمنابھ سوامی مندر تاریخی قلعے کی دیوار سے گھرا ہوا ہے اور متنازعہ دیوار اس کا ایک حصہ ہے۔ اس دلیل کی حمایت میں، ریاست نے تراونکور اسٹیٹ مینوئل، ۱۸۸۶ میں چیف انجینئر کے ذریعہ حکومت کو پیش کردہ قلعوں کی فہرست، سری کے پی سنکونی مینن کی تراونکور کی تاریخ، لیفٹیننٹ وارڈ اور کونر کے ذریعہ تراونکور اور کوچین ریاستوں کے سروے کی یادداشت، اور ۱۹۶۲ میں شائع ہونے والے تروبندرم ڈسٹرکٹ گزیٹیئر سے اقتباسات دیے ہیں۔ مذکورہ اقتباسات قلعے کی دیوار کی تاریخ بیان کرتے ہیں۔ درخواست گزار اور ریاست کی جانب سے دائر حلف نامے کی بنیاد پر مزید شواہد کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے کہ دیوار کا متنازعہ حصہ تاریخی قلعے کی دیوار کا حصہ ہے یا نہیں۔ لہٰذا ہم اس نکتے پر اپنا حتمی فیصلہ روک رہے ہیں کیونکہ ہم مطمئن ہیں کہ درخواست گزار نے متنازعہ دیوار مہاراجہ سے خریدی ہے اور اس پر ان کا قبضہ ہے۔ درحقیقت، اس حقیقت کو ریاست نے اپنے جوابی حلف نامہ میں تسلیم کیا ہے کہ وہ اس کے قبضے میں ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ درخواست گزار نے دیوار کے ساتھ "مداخلت" کی ہے۔ درخواست گزار کے پاس دیوار پر ملکیت کا حق ہے اور لہذا وہ قانون کی منظوری کے بغیر اس حق میں مداخلت کے خلاف تحفظ کا حقدار ہے۔

اگلا سوال یہ ہے کہ کیا تروانکور قدیم یادگاریں ہیں۔ ریاست کیرالہ میں پریزرویشن ضابطے (1112/M.E کا ضابطہ 1) قانون بن کر رہ گیا اور اس لیے اس کے تحت جاری کردہ مذکورہ نوٹیفکیشن کی کوئی قانونی حیثیت نہیں تھی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

یہ دلیل دی گئی تھی کہ 1112 ایم ای کے ریگولیشن 1 کو سال 1951 میں مرکزی ایکٹ یعنی قدیم یادگاروں کے تحفظ کے قانون، 1904 کی توسیع کے ذریعہ منسوخ کر دیا گیا تھا، کیونکہ مذکورہ ایکٹ اسی علاقے کا احاطہ کرتا ہے جس پر ریاستی ایکٹ کا قبضہ ہے، یا کسی بھی قیمت پر مذکورہ ریگولیشن کو قدیم اور تاریخی یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات (قومی اہمیت کا اعلان) ایکٹ کے ذریعہ واضح طور پر منسوخ کر دیا گیا تھا۔ 1951 (ایکٹ LXXI، سال 1951) اور قدیم اور تاریخی یادگاریں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات ایکٹ، 1958 (ایکٹ XXIV، سال 1958)۔ اس دلیل کو سمجھنے کے لئے شروع میں ہی یہ آسان ہوگا کہ آئین کے ساتویں شیڈول کی تین فہرستوں میں اندراج کے ذریعہ مرکزی اور ریاستی قانون سازوں کو تفویض کردہ متعلقہ قانون سازی کے شعبوں کو نوٹ کیا جائے۔ مذکورہ شیڈول میں متعلقہ اندراج درج ذیل ہیں:

فہرست اول (یونین فہرست) کا اندراج 67:

قدیم اور تاریخی یادگاریں اور ریکارڈ، اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات، جنہیں پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے ذریعہ یا اس کے تحت قومی اہمیت کا قرار دیا گیا ہے۔

فہرست دوم کا اندراج 12 (ریاستی فہرست)

لائبریریوں، عجائب گھروں اور اسی طرح کے دیگر اداروں کو ریاست کے زیر انتظام یا مالی اعانت حاصل ہے۔ قدیم اور تاریخی یادگاریں اور ریکارڈ ان کے علاوہ جو پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے تحت یا اس کے تحت قومی اہمیت کے حامل ہیں۔

فہرست III کا اندراج 40 (کنکرنٹ لسٹ):

آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات ان کے علاوہ جو پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے تحت قومی اہمیت کے حامل ہیں۔

یہ دیکھا جائے گا کہ مذکورہ اندراج کی وجہ سے پارلیمنٹ صرف قدیم اور تاریخی یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات کے بارے میں قانون بنا سکتی ہے جسے پارلیمنٹ نے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قومی اہمیت کا قرار دیا ہے۔ جہاں پارلیمنٹ نے انہیں کسی بھی قومی اہمیت کا قرار نہیں دیا ہے، وہاں ریاستی مقننہ کو قدیم اور تاریخی یادگاروں اور ریکارڈوں کے سلسلے میں قانون بنانے کا خصوصی اختیار ہے اور پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ دونوں آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات کے بارے میں دیگر آئینی دفعات کے تابع قوانین بنا سکتے ہیں۔

1112/M.E کا ضابطہ 1 سال 1936ء کا ہے۔ یہ ایک ریاستی قانون تھا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ منظور ہونے کے وقت جائز طور پر بنایا گیا تھا۔ تراونکور کوچین ریاست کی تشکیل کے بعد تراونکور کوچین ایڈمنسٹریشن اینڈ اپلی کیشن آف لاء ایکٹ M.E/ 1125 (1125/M.E کا ایکٹ VI) کے تحت۔ (1949 عیسوی) تراونکور کے موجودہ قوانین کو نئی ریاست کے علاقے کے اس حصے تک توسیع دی گئی جس نے مقررہ دن سے پہلے تراونکور کی ریاست کا علاقہ تشکیل دیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذکورہ ریگولیشن نئی ریاست کے تراونکور علاقے میں نافذ العمل رہا۔ پارٹ بی اسٹیٹس (لاز) ایکٹ، 1951 (ایکٹ نمبر 3، سال 1951) پارلیمنٹ کے ذریعہ بنایا گیا تھا۔ اور اس کے بعد قدیم یادگاروں کے تحفظ کے قانون، 1904 کے تحت، تراونکور-کوچین کی نئی ریاست تک توسیع دی گئی۔ دونوں ایکٹ، یعنی قدیم یادگاروں کے تحفظ کا قانون، 1904، اور ٹراونکور قدیم یادگاروں کے تحفظ ریگولیشن 1 کے 1112 ایم ای کے تقابلی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عملی طور پر ایک ہی شعبے کا احاطہ کرتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا، تو یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ ریاستی ایکٹ کو مرکزی ایکٹ کے ذریعہ واضح طور پر منسوخ کر دیا گیا تھا۔ لیکن پارٹ بی اسٹیٹس (لاز) ایکٹ، 1951 کی دفعہ 3 نے ریاست میں مرکزی ایکٹ کے اطلاق کو ایک اہم شرط سے مشروط کر دیا۔ مذکورہ دفعہ 3 میں کہا گیا ہے:

شیڈول میں بیان کردہ ایکٹ اور آرڈیننس میں اس طریقے اور اس کی حد تک ترمیم کی جائے گی، اور مذکورہ ایکٹ اور آرڈیننس میں سے ہر ایک کی علاقائی حد مقررہ دن سے، اور جہاں تک مذکورہ ایکٹ یا آرڈیننس یا اس میں شامل کسی بھی شق کا تعلق ان معاملات

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

سے ہے جن کے بارے میں پارلیمنٹ کو قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے، جیسا کہ اس کی حد کی شق میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ اس میں ترمیم کی گئی ہے۔"

شرط یہ ہے کہ مذکورہ ایکٹ ان معاملات سے متعلق ہوگا جن کے بارے میں پارلیمنٹ کو قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمنٹ قدیم یادگاروں کے حوالے سے کوئی ایسا قانون بنا سکتی ہے جس کے بارے میں ریاست نے یہ ضابطہ بنایا تھا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی نشاندہی کی ہے، پارلیمنٹ قدیم اور تاریخی یادگاروں اور اس کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے تحت یا اس کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے تحت قومی اہمیت کا اعلان کرنے کے لئے ایک قانون بنا سکتی ہے، لیکن مرکزی ایکٹ، سال 1904 میں اس بارے میں کوئی اعلان شامل نہیں تھا۔ لہٰذا مرکزی حکومت فہرست دوم کے تحت ریاستی مقننہ کے زیر قبضہ زمین میں داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر ایسا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حقیقت کے باوجود کہ مرکزی ایکٹ کو ریاست کے علاقے تک بڑھایا گیا تھا، ریاستی ایکٹ میدان میں تھا۔

نہ ہی درخواست گزار کے وکیل اپنی دلیل کو برقرار رکھنے کے لئے قدیم اور تاریخی یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات (قومی اہمیت کا استقرار یہ) ایکٹ، 1951 (ایکٹ LXXI، سال 1951) کی مدد کر سکتے ہیں۔ اس قانون کا اطلاق ان قدیم اور تاریخی یادگاروں پر ہوتا ہے جن کا ذکر اس کے شیڈول کے حصہ اول میں کیا گیا تھا یا جن کو قومی اہمیت کا قرار دیا گیا تھا۔ مذکورہ ایکٹ کے شیڈول کے پہلے حصے میں ترانکور کوچین ریاست کے ضلع تریچور میں کچھ یادگاروں کی نشاندہی کی گئی تھی۔ زیر بحث یادگار مذکورہ شیڈول میں شامل نہیں تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاستی ایکٹ کسی بھی طرح سے مرکزی ایکٹ ایل ایکس ایکس آئی، سال 1951 سے متصادم نہیں ہوا۔ لہٰذا مذکورہ سینٹرل ایکٹ کی منظوری کے بعد بھی ریاستی ایکٹ برقرار رہا۔

اگلا مرکزی قانون قدیم یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات ایکٹ، 1958 (ایکٹ XXIV، سال 1958) ہے۔ اس نے 1951 میں مرکزی ایکٹ ایل ایکس ایکس آئی کو منسوخ کر دیا۔ اس کی دفعہ 3 کے تحت مرکزی ایکٹ نمبر ایل ایکس ایکس آئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے ذریعہ اعلان کردہ تمام قدیم اور تاریخی یادگاروں کو قومی اہمیت کا حامل قرار دیا جانا چاہئے۔ سال 1951 کو قدیم اور تاریخی یادگار سمجھا جانا چاہئے اور مذکورہ ایکٹ کے مقصد کے لئے قومی اہمیت کا حامل قرار دیا جانا چاہئے۔ اس کی دفعہ 4 نے مرکزی حکومت کو کسی بھی دوسری یادگار کو قومی اہمیت کا قرار دینے کے اپنے ارادے کا نوٹس جاری کرنے کا اختیار دیا جو قومی اہمیت کا نہیں ہے۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 3 لیکن مرکزی حکومت نے اس یادگار کو قومی اہمیت کا حامل قرار دینے کے اپنے ارادے کا کوئی نوٹس نہیں دیا۔ اگر ایسا ہے، تو اس قانون نے بھی زیر بحث یادگار کے سلسلے میں ریاستی ایکٹ کی جگہ نہیں لی۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر یہ مانا جانا چاہئے کہ مرکزی ایکٹ VII ، سال 1904 کو تروانکور کے علاقے تک توسیع دینے اور مرکزی ایکٹ ایل ایکس آئی ، سال 1951 اور XXIV ، سال 1958 کی منظوری کے باوجود، ریاستی ایکٹ نے یادگار کے سلسلے میں میدان برقرار رکھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ریاستی ایکٹ کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن درست تھا۔

فاضل وکیل کی اگلی دلیل مختصر طور پر اس طرح بیان کی جاسکتی ہے: متنازعہ دیوار کوئی قدیم یادگار نہیں ہے، بلکہ ایک آثار قدیمہ کا مقام یا باقیات ہے۔ مذکورہ معاملہ آئین کے ساتویں شیڈول کی کنکرنٹ لسٹ (فہرست سوم) کے اندراج 40 میں شامل ہے۔ جب ایکٹ VII ، سال 1904 کو پارٹ بی اسٹیٹس (لاز) ایکٹ III، سال 1951 کے ذریعہ تروانکور علاقے تک بڑھایا گیا، تو اس نے عملی طور پر ریاستی ایکٹ کے تحت آنے والے پورے علاقے پر قبضہ کر لیا اور، لہذا، مؤخر الذکر ایکٹ کو سابقہ ایکٹ کے ذریعہ واضح طور پر منسوخ کر دیا گیا۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ قانونی حیثیت ہے، ہمیں یہ کہنا ممکن نہیں لگتا کہ قلعے کی دیوار کوئی قدیم یادگار نہیں ہے بلکہ صرف ایک آثار قدیمہ کا مقام یا باقیات ہے۔ فاضل وکیل کی دلیل ریاستی ایکٹ (1112 ایم ای کا ضابطہ 1) اور مرکزی ایکٹ، سال 1904 میں "قدیم یادگار" کی تعریف پر مبنی ہے۔ اس سوال پر اپنی رائے کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا یہ تعریف اتنی جامع ہے کہ کسی آثار قدیمہ کے مقام یا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

باقیات کو لیا جا سکے، اور کیا یہ قوانین دونوں قدیم یادگاروں پر سختی سے لاگو ہوتے ہیں اور آثار قدیمہ کے مقام یا باقیات پر۔

اگر یہ تعریف اتنی وسیع تھی کہ ہم ان دونوں کا احاطہ کر سکیں جن پر ہم کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے ہیں تو اسٹیٹ ایکٹ اس بنیاد پر حملہ کرنے کا ذمہ دار ہو سکتا ہے کہ جہاں تک یہ آثار قدیمہ کے مقام یا باقیات سے متعلق ہے، اسے مرکزی ایکٹ کے ذریعے بے دخل کیا گیا تھا۔ لیکن ریاستی حکومت نے صرف قلعہ کی دیوار کو ایک قدیم یادگار کے طور پر نوٹیفائی کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور اس لئے اگر ریاستی ایکٹ، جہاں تک اس یادگار سے متعلق ہے، جیسا کہ ہم نے کہا ہے، تو اس کے تحت قانونی طور پر نوٹیفکیشن جاری کیا گیا تھا۔ خود آئین، جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا ہے، قدیم یادگاروں یا آثار قدیمہ کے مقامات یا باقیات کے درمیان واضح فرق برقرار رکھتا ہے۔ پہلے کو ریاستی فہرست میں رکھا گیا ہے اور مؤخر الذکر کو کنکرنٹ لسٹ میں رکھا گیا ہے۔

دونوں تاثرات کی ڈکشنری کے معنی بھی دونوں تصورات کے درمیان فرق کو سامنے لاتے ہیں۔ "یادگار" مونیر سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب یاد دلانا، متنبہ کرنا ہے۔ "یادگار" کا مطلب ہے، دوسروں کے علاوہ، "ایک سابقہ دور سے زندہ ڈھانچہ"۔ جبکہ "آثار قدیمہ" قدیم لوگوں کی زندگی اور ثقافت کا سائنسی مطالعہ ہے۔ لہذا، آثار قدیمہ کا مقام یا باقیات، ایک ایسی جگہ یا باقیات ہیں جو قدیم لوگوں کی زندگی اور ثقافت کا مطالعہ کرنے کے لئے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں الفاظ مختلف معنی رکھتے ہیں۔ اگرچہ حد بندی کی لکیر ایک نایاب صورت میں پتلی ہو سکتی ہے، لیکن فرق واضح ہے۔

ہمارے سامنے رکھے گئے پورے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ ریاست نے اس بنیاد پر پیش رفت کی کہ قلعے کی دیوار ایک یادگار تھی۔ ریاستی حکومت کی جانب سے 3 اکتوبر 1963 کو جاری نوٹیفکیشن میں دیوار کو ایک محفوظ یادگار قرار دیا گیا ہے۔ درخواست گزار نے اس بنیاد پر نوٹیفکیشن پر سوال اٹھایا کہ یہ یادگار نہیں بلکہ ان کی جائیداد کی چاردیواری کا حصہ ہے۔ انہوں نے ہائی کورٹ میں دائر عرضی میں کوئی الزام نہیں لگایا کہ یہ ایک آثار قدیمہ کا مقام یا باقیات ہے اور اس لئے مرکزی ایکٹ نے ریاستی ایکٹ کو بے دخل کر دیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہے۔ نہ ہی انہوں نے اس بارے میں ہائی کورٹ کے سامنے بحث کی۔ اس عدالت میں دائر عرضی میں انہوں نے ریاستی قانون کے آئینی جواز پر صرف اس بنیاد پر سوال اٹھایا کہ قدیم یادگاروں کے تحفظ ایکٹ، 1904 میں یادگاروں سے متعلق ریاستی قانون کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ الزام نہیں لگایا کہ قلعہ کی دیوار ایک آثار قدیمہ کا مقام یا باقیات ہیں اور اس لئے اسٹیٹ ایکٹ اور نوٹیفکیشن غیر قانونی ہے۔ موجودہ استدلال صرف ایک بعد کی سوچ ہے۔

متعلقہ مینوئل اور دیگر کتابوں اور دستاویزات سے ریاست کی طرف سے داخل جوابی حلف نامہ میں دیئے گئے اقتباسات سے پتہ چلتا ہے کہ قلعہ کی دیوار ایک تاریخی یادگار تھی اور مشہور شری پدمنابھ سوامی مندر کے ارد گرد تعمیر کی گئی دیوار تھی۔ یہ دریافت اور مطالعہ کے لئے آثار قدیمہ کا مقام نہیں ہے، بلکہ ایک موجودہ ڈھانچہ ہے جو سابقہ دور سے زندہ ہے۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر ہمارا ماننا ہے کہ قلعہ کی دیوار ایک یادگار ہے اور ریاستی حکومت کو 1112/M.E کے ریاستی ضابطہ 1 کی دفعہ 3 کے تحت متنازعہ نوٹیفکیشن جاری کرنے کا حق حاصل تھا۔ ہم اس معاملے میں یہ فیصلہ نہیں کر رہے ہیں کہ تنازعہ میں دیوار قلعے کی دیوار کا حصہ ہے یا نہیں۔ اس طرح کے اور دیگر اعتراضات ایکٹ کی دفعات کے تحت اس کے تحت مقرر کردہ طریقے سے اٹھائے جا سکتے ہیں۔

اس نقطہ نظر میں اس سوال پر اپنی رائے کا اظہار کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا آئین کا آرٹیکل 363 درخواست کے قابل سماعت ہونے پر پابندی ہے یا نہیں۔

نتیجے میں، درخواست ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document